خواجہ میر درد :- غزل نمبر (1)

(1) درد فرماتے ہیں کہ اے خدا انسان کی عبادت گاہ چاہے کوئی بھی
کیوں نہ ہو تو ہر جگہ موجود رہتا ہے۔ چاہے وہ بت خانہ ہو
مسجد ہو یا کعبہ ہو تیرا خیال اور تصور ہر جگہ ہے تیرے علاوہ ہم
سب وہاں آنے والے بھی مہمان جو آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں
صاحب خانہ اگر ہے تو وہ تو ہی ہے۔

(2) درد اس شعر میں فنا ہو جانے والی دنیا کا ذکر کر رہے ہیں کہ جب
ہم سب دنیا سے رخصت ہونے لگے تب ہمیں یہ احساس ہوا کہ
جو کچھ ہم نے زندگی میں دیکھا وہ ایک خواب کی طرح تھا۔ موت کے
وقت جب ہم خواب سے جاگے تب ہمیں پتا چلا کہ دنیا کی محبت
بیکار ہے موت ہمیں دنیا سے جدا کر دیگی۔ جو دیکھا وہ خواب تھا اور
جو سنا وہ افسانہ تھا۔

(3) شاعر افسوس کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ خزاں کی موسم میں ہماری
ہریالی کو تباہ اور برباد کر دیا۔ یہاں شاعر کے مطابق خزاں کے ذریعے
جو بربادی ہوئی وہاں بہار بیگانی (انجان) ہماری بھی تھی۔
جس نے اپنا سب کچھ ختم کر دیا اس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔

(4) درد اس فرما رہے ہیں کہ میرے دل کو وہموں گمان اور خواب
خیالات میں گھیر رکھا ہے۔ جہاں کثرت سے پریشانیاں پیدا
ہو رہی ہے۔ اے خدا وہی دل جو پہلے سے تیرا ہی اب صرف دنیا
وی خیالات کے اور تیرے سوا کچھ نہیں رہا۔

(5) درد فرما رہے ہیں کہ تو گزری ہوئی باتوں کو مت یاد کر انہیں
بھول جا۔ یہ فکر کرنا ہی بیکار ہے کہ میرے کونسی جان پہچان
کا ساتھی تھا یہ نہیں۔ اور بھول جانے میں ہی انسان خوش
رہ سکتا ہے۔

تشریح :- درد فرماتا ہے کہ اے خدا میرا دل کے جہاں پر صرف تیرا ہی ٹھکانا ہے تیرا جلوہ اور نور میرا دل میں خاص طور پر پایا جاتا ہے لیکن وہ وہم کا شکار ہو گیا ہے جہاں پر صرف شور اور اور شکایتیں ہے کہاں دل میں تیرا وجود اور کہاں تیری شکایتیں دونوں میں بڑا فرق ہے۔

(7) بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر
درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا۔

تشریح :- آخر میں درد فرماتے ہے کہ بھول جا گزری ہوئی تمام باتوں کو دوستوں کے ساتھ گزارے ہوئے لمحوں کو اب اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب یہ شکایت ہی کیا کی کون تیرا دوست تھا اور کون میرا ساتھی تھا۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔

غزل نمبر :- 2

(1) تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

تشریح :- درد فرماتے ہے کہ اے خدا تیرا جلوہ اور تیرا نور اگر ہم نے اس دنیا میں نہ دیکھا اور دنیا میں اگر اگر تجھے نہ سمجھا تو میرا اس دنیا آنا اور نہیں آنا دونوں برابر ہے۔ دنیا میں اگر تجھے سمجھنا ہی اصل زندگی ہے

(2) مرا غنچہ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جس کو کسو نے کبھو وا نہ دیکھا

تشریح :- شاعر فرماتے ہے کہ میرا دل ایک غنچہ کی طرح ہے جو ہمیشہ بند رہتا ہے کبھی نہیں کھلتا ہے جب کی محبت میں دل کو کھلنا چاہیے لیکن میرا دل تو خدا کی یاد میں جکڑا ہوا ہے اے میرے خدا میرے دل میں میں نے تیرے سوائے کسی کو نہیں

PAPERISTO

Scanned by CamScanner

دیکھا

(iii) یگانہ ہے وہ آہ بے گانگی میں
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا

تشریح:- درد اپنے محبوب خدا کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ وہ اکیلا ہے اُس کے جیسا کوئی نہیں۔ وہ اتنا بڑا ہے کہ بڑائی میں اس کے برابر کوئی آ ہی نہیں سکتا اور ہم نے دنیا میں اس جیسا اور کوئی دیکھا ہی نہیں

(iv) اذیت مصیبت ملامت بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا۔

تشریح:- اس میں درد کہتے ہیں کہ تکلیفیں، مصیبتیں اور رنج و غم اور دنیا بھر کی بلائیں اے خدا ہم نے ترے عشق میں کیا کیا نہ دیکھا ۔ سب کچھ ہم نے تری محبت میں برداشت کیا

(v) کیا مجھ کو داغوں نے سرو چراغاں
کبھو تو نے آکر تماشا نہ دیکھا۔

تشریح:- اور درد فرماتے ہیں کہ اے محبوب دیکھ ہوتے تمہارے زخم ہمیں چکنا چور کر رہے ہیں۔ ہمارے بدن زخموں کی وجہ سے چراغ بن چکا ہے۔ سارے میرے بدن میں داغ ایسے روشن ہے جیسے چراغوں کا جھنڈ ہے لیکن اے محبوب، تو نے کبھی بھی آکر میرے اس تماشے کو نہیں دیکھا

(vi) تغافل نے تیرے یہ کچھ دن دکھائے
ادھر تو نے لیکن نہ دیکھا نہ دیکھا

تشریح:- اور یہاں کہیں اے محبوب، تیری غفلت میں آج یہ حال کر دیا کہ ایسے برے دن دیکھنے پڑے لیکن تو نے آ کر دیکھا

Scanned by CamScanner

اور آخر نہ دیکھا۔ تو آخر اپنی جذبے ہی اڑا رہا اور میں بدحال ہوتا رہا۔

(vii) حجابِ رخِ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردہ نہ دیکھا

تشریح:- درد فرماتے ہیں کہ ہم خود ہی محبوب کی آنکھوں کا پردہ بنے ہوتے تھے اور الظاہر یہ تھا کہ محبوب پردے میں ہے جب کہ پردہ تو ہم خود ہی تھے آنکھ کھلی تو ہمیں یہ پتا چلا کہ پردہ ہماری آنکھوں میں ہی تھا

غزل نمبر:- 3

(i) مگر دیکھتے تو مظہر آثار بقا ہوں
اور سمجھے جوں عکس مجھے محو فنا ہوں

تشریح:- درد فرمارہے ہیں کہ اگر مجھے دنیا میں دیکھا جائے تو خدا کی نشانی ہو جو نشانی ہمیشہ موجود رہے گی اور مجھے خدا کا عکس سمجھا جائے تو میں فنا ہو جانے والا ہوں۔ میں تو دنیا سے چلا جاؤں گا لیکن خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہے گی

(ii) کرتا ہوں پس از مرگ بھی حل مشکل عالم
بے حس ہوں پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہوں

تشریح:- شاعر فرماتے ہیں کہ میں اس دنیا سے چلے جانے کے بعد اپنی مشکلیں حل کرتا رہتا ہوں جبکہ میں بے جان ہو رہا ہوں اسی طرح ایک ناخن بے جان ہوتے ہوئے بھی گرہ کھول سکتا ہے تو میں بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔

(iii) ممنون مرے فیض کے سب اہل نظر ہیں
جوں نور ہر ایک چشم کو دیدہ نما ہوں

PAPERISTO

Scanned by CamScanner

Date
Page

تشریح :- درد فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں جلنے بھی سمجھدار موجود ہے سب کے سب میری آنکھوں کے نور سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور انہیں خوب فائدہ ملا بھی ہے - اس کے وجہ سے ان کے سب میرے احسان مند اور شکر گزار ہے کہ میری وجہ سے ان کو سب کچھ حاصل ہوا

(iv) ہے مظہرِ انوارِ صفا میری کدورت
ہر چند کہ آہن ہوں پر آئینہ بنا ہوں

تشریح :- اس شعر میں شاعر فرمارہے ہے کہ میرے دل میں جو غبار ہے وہ پاک اور صاف نور ہوکر ظاہر ہو رہا ہے - بھلے ہی لوگوں کی نظر میں غبار ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا دل آئینہ کی طرح صاف اور چمک رہا ہے - ہر چیز اور ہر شکل آئینہ کی طرح صاف نظر آرہی ہے

(v) احوالِ دو عالم ہیں مرے دل پہ ہویدا
سمجھا نہیں اِتنا حال پر اپنے تشخیص کیا ہوں

تشریح :- شاعر فرماتے ہے کہ انسان جب ترقی کرتا ہے تو اس کے دل پر سارے حالات ظاہر ہو جاتے ہے اور میرے دل میں بھی ترقی کے حالات ظاہر ہو رہے ہے لیکن جب میں نے غور کیا تو یہ اصلی ترقی نہیں میں نے دنیا کی ہر چیز کو تو سمجھ لیا لیکن اپنے آپ کو میں سمجھ نہیں پایا

(vi) آواز نہیں قید میں زنجیر کی ہرگز
ہر چند کے عالم میں ہوں عالم سے جدا ہوں

تشریح :- شاعر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خدا کی محبت خوب بھری ہوئی ہے خدا کا ذکر ہوتا رہتا ہے میں خدا کے عشق کی زنجیر میں ایسا جکڑا ہوا ہوں کہ میں دنیا میں ہوتے ہوئے بھی دنیا سے جدا ہوں - مجھے کچھ پتہ ہی نہیں کے میں کہاں ہوں

PAPERISTO

Scanned by CamScanner

ناسخ

تشریح امام بخش ناسخ غزل نمبر ۱-۲

(۱)

(i) میرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا

ناسخ کہتے ہیں کہ جہاں سے آفتاب ہوتا ہے یعنی مشرق وہ میرا سینہ ہے اور محبوب نے اس میں داغ دے جفا یعنی ایسے داغ ملا دیتے ہیں جو جدائی کے ہیں اور میرے سینے سے جدائی کے داغ کا آفتاب ہوتا ہے اور اس سے میرا گریبان چاک ہوتا ہے جس کی روشنی سے صبح ہوتی ہے۔

(ii) ازل سے دشمن طاؤس و مار آپس میں رکھتے ہیں
دل پر داغ کو کیونکر ہے عشق اس زلف پیچاں کا

ناسخ کہتے ہیں کہ جب سے دنیا بنی یعنی ازل سے مور و سانپ کی لڑائی چل رہی ہے کبھی ان میں آپس میں بنی نہیں لیکن میرا دل ایک مور ہے اور میرے محبوب کی زلفیں جو ایک سانپ کی مانند ہے جو کہ بل کھاتی ہوئی ہے تو ان میں آپس میں کیسے بن سکتی ہے۔

(iii) شگفتہ مثل گل ہر فصل گل میں داغ ہوتے ہیں
بنایا کیا ہمارا کالبد خاک گلستاں کا

ناسخ کہتے ہے کہ ہر باغ اور ہر فصل میں کچھ نہ کچھ داغ یا کمی تو ہوتی ہی ہے اور پھول میں بھی کچھ نہ کچھ داغ ہوتا ہے اور ہمارا دل بھی داغ دار ہوتے ہے تو کیا ہمارا دل کسی باغ کی مٹی سے بنا ہوا ہے۔

(iv) شعر سمجھا ہے اس کو ایک عالم واقف بیدردی
فلک کو مگر بگولا جا لگا خاک شہیداں کا

ناسخ کہتے ہے کہ بے درد زمانے میں شہیر کے جہاں کے [illegible] سمجھے

Scanned by CamScanner

لیا ہے کیونکہ مشہور ہے خون کے چھینٹے آسمان پر جاتے ہیں
لیکن یہ دنیا چھوڑنے پر قائم ہے ۔

(V) سیہ خانہ مرا روشن ہوا ویراں ہونے سے
کیا دیوار کے رخنوں نے یاں عالم چراغاں کا

شاعر کہتے ہیں کہ میرا دل جو بالکل کالا تھا وہ روشن ہو چلا ہے کیونکہ محبوب کی آمد سے اس میں روشنی آگئی ہے یہاں شاعر کا اشارہ خدا کی طرف ہے اور میرے جسم کی دیواروں کے سوراخوں نے میرے دل کو روشن کر دیا ۔ یعنی میرا دل منور ہو گیا ۔

(VI) کفن کی جب سپیدی دیکھتا ہوں کنج مرقد میں
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجراں کا

شاعر کہتا ہے کہ جب قبر کے اندر میں کفن کی سفیدی کو دیکھتا ہوں تو مجھے اس چودھویں والی چاند کی رات کا خیال آتا ہے کہ جب میں اس دنیا سے جدا ہو جاؤں گا

(VII) نہیں آتا نظر مرہم لگانے کی جگہ کوئی
وہاں یار شویا بیٹھا ہے میرے زخم پنہاں کا

شاعر کہتے ہیں کہ میرے چھپے ہوئے زخم ہیں ان پر کوئی مرہم نہیں لگا سکتا کیونکہ میرے محبوب کے منہ سے جو بات نکلی ہے وہ میرے زخموں پر کوئی اثر نہیں کرتی ہے جیسے میرے زخم ہے ویسے ہی رہتے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی ہے

Scanned by CamScanner

شاباش

(5)

(viii) دیا میرے جنازے کو جو کاندھا اس پری رو نے
گماں ہے تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا

شاعر کہتا ہے کہ اس پری چہرے نے جب میرے جنازے کو کاندھا دیا تو لوگ حیرت میں پڑ گئے اور سب یہ گمان کرنے لگے کہ یہ کہیں سلیمان علیہ السلام کا تخت ہے جیسے پریاں کاندھے دی ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو پریاں کاندھے دیتی تھی۔

(xi) جو سرخی آتی ہے عارض شفق ہے سے بھی مرے منہ پر
حسد سے رنگ ہوتا ہے مہ و مہر چرخ گرداں کا

شاعر فرماتے ہیں کہ جب میرے چہرے پر لہو کی سرخیاں آجاتی ہے تو آسمان پر چاند اور ستارے سب مجھ سے حسد کرنے لگتے ہیں اور مجھ سے جلنے لگتے ہیں۔ یعنی جب میرے محبوب کی جب مجھ پر نظریں عنایت ہوتی ہے تو سبھی لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں۔

(x) کسی سے دل نہ اس وحشت کدہ میں میں نے اٹکایا
نہ الجھا خار سے دامن کبھی میرے بیاباں کا

شاعر کہتا ہے کہ کسی سے دل میں نے کبھی نہیں لگایا۔ یعنی اس دنیا میں کبھی بھی میں نے کسی خار یا کانٹے سے میرے دل کو اس دنیا کے جنگل میں میرا دامن گناہوں سے پاک رہا اور میں نے زندگی خدا کی یاد میں گزاری کتنا بولا

ہے

~~دم شمشیر قاتل کس قدر بشاش تھا ناسخ~~
~~کہ عالم بار مہماں زخم پر تھا روئے خنداں کا~~

~~آخر میں شاعر فرماتے ہیں کہ اپنے آپ سے مخاطب ہے وہ قاتل تلوار کے نیچے بھی بہت خوش تھا اور زخمی ہو گیا لیکن پھر~~

PAPERISTO

ناسخ کی غزل نمبر ۱-2

(I) یہ لہو ہے رونے سے جبین کا جل چاند چودھویں کا
جو حلقہ ہے زلف عنبریں کا وہ اک نافہ ہے مشک چیں کا

تشریح: ناسخ فرماتے ہیں کہ اور وہ بھی محبوب کے حسن و جمال کی تعریف کرتے کہتے ہیں کہ میرا محبوب اتنا حسین و جمیل ہے کہ چودھویں رات کا چاند بھی اُسے دیکھ کر شرمندہ ہو جاتا اور میرے محبوب کی زلف بہت خوبصورت ہے اس کی زلفوں سے جو حلقہ بنتا ہے وہ ناگن کی طرح لگتا ہے

(II) بسکہ وصف دہان شیریں کہا ہے ورد زبان شیریں
بیاں میں جب تک ہے جان شیریں مزہ دہن میں ہے انگبیں کا

شاعر کہتا ہے کہ میری زبان جو کہ شیریں ہے یعنی کی میٹھی ہے وہ میرے محبوب کی شیریں زبان کی تعریف کرتی رہتی ہیں اور اس کی شیریں زبان میری زبان پر مرتے دم تک جاری رہے گا

(III) چشم فتاں ہے غیرت غزال وہ زلف پیچاں ہے رشک سنبل
عذار میں ہے شباہت گل بدن میں عالم ہے یاسمین کا

~~नरगिस~~

شاعر کہتا ہیں کہ میرے محبوب کی آنکھوں آنکھیں اتنی مست ہے کہ جس کے آگے شراب بھی کچھ نہیں اسے بھی غیرت آجاتے اور شاعر محبوب کی زلفوں کی تعریف کرتے کہتے کہتا ہے کہ سنبل بھی اس پر رشک کرنے لگے اور میرے محبوب کے رخسار ایسے ہے کہ جیسے پھول ہو اور بدن ایسا ہے کہ اس میں چمیلی کے پھول جیسی خوشبو ہو

(IV) یہ جوش گریہ ہے اشک کا یم الہوں دنیا میں قطرہ سے کم
جلے جہاں سب جہنم شرر ہے اس آہ آتشیں کا

شاعر کہتا ہے کہ میرے رونے سے آنسوں کا ایک سمندر جمع ہو گیا

ناسخ

اور اتنا بڑا سمندر ہے کہ اس کے آگے دونیا کے ساتوں سمندر ایک قطرے سے کم ہیں اور جس طرح جہنم کی مہریں پکارتے ہے وہ آگ سے بھرے سینے کی ایک گرم آہ ہیں۔ یعنی میرے سینے کی آگ کو جہنم سے بھی گرم بتایا گیا ہے

(v) زبسکہ ہے جوشِ داغ ہجراں ہوا میرا سینہ باغ رضواں
بجائے گلگشت جاتے غلماں خیال پھرتا ہے اک حسیں کا

ناسخ کہتے ہیں کہ جو محبوب کے عشق میں مبتلا ہوا اُسے میرے سینے پر جو داغ پڑے اور اس داغ سے جو روشنی ہوئی اُسے میرا دل جنت کا باغ بن گیا۔ لیکن جنت کے اُس باغ میں بازار گھومنے کے ہمیں صرف محبوب کا خیال رہتا ہے جو بہت حسین ہیں۔

(vi) یہ اس کے ابروؤں کا عالم کہ جس نے دیکھا ہوا وہ بے دم
نیام تیغ قضا ہے مجرم لقب ہے قاتل کی آستیں کا

شاعر کہتا ہے کہ میرے محبوب کی کمالات اتنی مجبوط ہے وہ خوبصورت ہے کہ جو بھی دیکھے بے دم ہو جاتے اور وہ بیہوش ہو جائے اور شاعر کہتا ہے کہ میرے محبوب کی آستین کا جو لقب ہے وہ اتنا مجبوط لقب ہیں گویا تلوار کی نیام ہو۔ یعنی ایک طرح سے وہ لقب نہیں ایک طرح سے تلوار کی میان ہو

(vii) برا ہوا بدبخت عاشق کا نہ دیں ہوا بادی یوں کسی کا
بنا ہے عشق بتاں کا ٹیکا نشان سجدہ مری جبیں کا

شاعر کہتا ہے کہ برا ہوا اُس بدبخت عاشق کا کہ آج ہمیں یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہے کہ خود کرے کرتی اس مرض میں مبتلا ہوا ہوا میرا سینہ اتنا جل گیا کہ ساتوں نہ پڑے اور میرے بتوں سے عشق کیا ہے جو سنگ دل ہے و شاعر کہتا ہے کہ میری پیشانی پر ٹیکے کا ایسا نشان لگ گیا ہے جیسے سجدے کا

PAPERISTO

ناسخ

(6)

Date
Page

لشان ہیں

(viii) اگر موج ہماری سمندر لقین ہے ہو خاک وہ میں جل کر
سا جو ہوا آفتاب محشر کھرنڈ ہے داغ آتشیں کا

شاعر کہتا ہے کہ عشق کے مرض میں مبتلا ہوا کہ میرا سینہ اتنا جل گیا کہ ساتوں سمندر کا پھاہا لگے ~~جھگیلا رکھ~~ لگایا جاتے تو وہ بھی اس آگ سے جلن کو ٹھنڈا نہیں کر سکتا اور شاعر کہتا ہے کہ تم نے قیامت کے دن سورج کے بارے میں سنا ہوگا وہ بھی میرے زخموں کی جلن کے برابر کچھ نہیں ہے۔ یعنی زخموں کا کھرنڈ ہیں اور یہ کھرنڈ جلنے کا داغ ہے۔

(ix) طمع ہے الطاف دوستان سے کہ اتنا فرمائیں سب زبان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

آخر میں ناسخ کہتے ہیں کہ میں نے یہ غزل لکھ کر اپنا کام تو پورا کر لیا ہے اور میری اب یہ خواہش ہے کہ میرے دوست ایک زبان ہو کر یہ کہیں کہ یہ غزل میں نے اتنی اچھی کہی کہ اس میں زمین کا رتبہ آسمان سے بھی بلند کر دیا ہے

غزل نمبر ۱ - کو

(i) کافی لب اس کو نشہ ہے بوئے شراب کا
ہو بوجھ جس کے ہاتھ میں ساغر حباب کا

شاعر کہتا ہے کہ میرا محبوب جو کہ بہت نازک و حسین جمیل ہیں اور جس کو تم شراب پلانا چاہتے ہو۔ اسے شراب مت پلاؤ یہ اس کے بس کی بات نہیں ہیں جو سمندر کے بلبلے کو بھی بوجھ سمجھتا ہو وہ شراب کو کیسے برداشت کر سکتا ہے اس کے لیے شراب کی بو ہی کافی ہے

PAPERISTO

7

ناسخ

Date
Page

(ii) ہر ہر قدم پہ پھوٹتے جاتے ہیں آبلے
نقش قدم میں طور ہے چشم پر آب کا

شاعر کہتا ہے کہ محبوب سے عشق کر کے میں نے بہت غم جھیلے ہیں اور میں اس کی تلاش میں رہا اور اس تلاش نے میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور ان چھالوں کے پھوٹنے سے میرے پاؤں کے ایسے نشان بنتے جا رہے تھے کہ جیسے آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھ ہو۔

(iii) کہتے ہیں تیرے عارض و قامت کو دیکھ کر
بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا

شاعر کہتا ہے کہ اے میرے حسین و جمیل محبوب۔ لوگ تیرے عارض و قامت (گال و جسم) دیکھ کر کہتے ہیں کہ سرو (ایک لمبا درخت) کے سر پر گلاب کھل رہا ہے۔ یعنی لوگ تیرے بے نظیر حسن کی تعریف کر رہے ہیں۔

(iv) دیکھی جو اس کی زلف ہوا محو داغ دل
ہوتا ہے وقت شام غروب آفتاب کا

شاعر کہتا ہے کہ جب ہوا میں تیری زلفوں کو لہراتے ہوئے دیکھا ہو تو میرا دل بہت ہی خوش ہوتا ہے اسی طرح سے جیسے شام کو غروب آفتاب کے بعد حسین ہو جاتا ہے

(v) ہر صبح وہ ہی صبح ہے ہر شام وہ ہی شام
انسان پر ہے زوال فقط انقلاب کا

ناسخ کہتے ہیں کہ چاہے صبح ہو چاہے شام اپنی حالت میں تو ایک ہی طرح سے ہوتا ہے۔ یعنی صبح بھی ہوتی ہے و شام بھی ہوتی ہے۔ لیکن انسان پر اگر اثر ہے تو وہ انقلاب کا ہے۔ یعنی انسان بدلتا رہتا ہے۔ یعنی کبھی وہ محبوب کی خواہش رکھتا ہے کبھی نہیں رکھتا ہے

PAPERISTO

Scanned by CamScanner

ناٹع ،

8

Date
Page

(vi) آتا ہے رشک اپنے دل پر آبلہ کہیں
کیا جلد پھوٹتا ہے پھپھولا حباب کا

شاعر کہتا ہے کہ میرے دل کا آبلہ پھوٹتا نہیں ہے اور حباب کا پھپھولا کتنا جلدی پھوٹ جاتا ہے اس لیے مجھے اپنے دل کے آبلے پر رشک آتا ہے جو زخموں سے بھرا ہوا ہے

(vii) مشکل بغیر ساقی مہوش ہے دور مے
محتاج آفتاب ہوا ماہتاب کا

شاعر کہتا ہے کہ محبوب کے بغیر شراب کا دور چلنا بہت مشکل ہے کیونکہ محبوب شراب پلاتا ہے اور وہ نہیں ہے تو شراب کا دور بھی نہیں چلتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج سورج بھی چاند کا محتاج ہو گیا ہے

(viii) آتی ہے خشک و تر سے مجھے بوئے زلف یار
ہے مشک کی زمین تو دریا گلاب کا

شاعر کہتا ہے مجھے خشکی و تر یعنی زمین و سمندر دونوں سے محبوب کی زلفوں کی خوشبو آرہی ہے و ایسا لگتا ہے کہ زمین مشک و سمندر گلاب کا پھول بن رہی ہے ۔ یعنی خشکی و تری سے ~~خو~~ خدا کا نور ظاہر ہوتا ہے و اس کی خوشبو آتی ہے

(ix) اس کی نگاہ گرم جو پڑتی ہے غیر پر
ابلیس اب نشانہ ہے تیر شہاب کا

شاعر کہتا ہے کہ محبوب کی نگاہ جب غیر (دشمن) پر پڑتی ہے تو اس کا جانا مشکل ہو جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ شیطان پر شہاب کا یعنی ستارہ کا تیر لگ رہا ہے

PAPERNISTO

Scanned by CamScanner

(9) ناسخ

(x) تیری بغیر ہم نے نہ دیکھا طلوع صبح
گزرا شب فراق میں موسم شباب کا

شاعر کہتا ہے ہم نے بڑھاپا بغیر صبح بھی نہیں دیکھی یعنی بڑھاپا آنے پر ہی صبح دیکھی اور ہم نے جوانی گزاری تو فراق ہے شب کی طرح یعنی جدائی کی رات کی طرح اور شاعر کہتا ہے۔ تمام جوانی عشق میں گزاری و بڑھاپا آنے پر ہوش آیا۔ جوانی میں عبادت نہیں کی اور بڑھاپا آنے پر خیال آیا۔

(xi) آتا نہیں ہے دن کو نظر شب وہ ان داغوں
بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا

ناسخ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ جب رات کی تنہائی آتی ہیں تو میرے پاس داغوں کا سورج روشن ہوتا ہے۔ جیسے چمگادڑ رات میں اڑتی ہے اور یہ مزاج چمگادڑ کی وجہ سے ہی سورج کا بدلا ہے وہ داغ کی شکل میں آ رہے ہیں

(xii) تیری بہار نے یہ اڑائے گلوں کے رنگ
دن رات جوش باغ میں ہے ماہتاب کا

ناسخ یہاں پر محبوب کے حسن جمال کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ محبوب کے حسن کی بہار کی وجہ سے گلشن کی کی رنگت ختم ہو گئی ہے۔ چمن میں ہر طرف تیرے حسن کا جلوہ ہے اور اس کے چرچے ہے۔ پھر کوئی بھی پھول اپنے حسن کا جلوہ کیسے بکھیر سکتا ہے۔

(13) مارا ہے چشم مست نے میرے سرور میں یوں
نرگس سے پھول اور پیالہ شراب کا

PAPERISTO

Scanned by CamScanner

ناسخ

10

ناسخ محبوب کی حسن جمال اور مست آنکھوں کا ذکر کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ تمہاری ان نرگس آنکھوں نے جو شراب کی جام کی طرح ہے مجھے مار ڈالا۔ یعنی موت کا فرشتہ بن کر آئی ہے ہر شخص اس میں ڈوب جانا چاہتا ہے

Scanned by CamScanner